

## اجواب بعون الوہاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

الحمد للہ رب العلمین اکثر روایات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تین رکعت وتر پڑھنا ثابت ہے۔ اخرج النسائی عن ابی بن کعب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرآنی الوتر یسج اس ربک الاعلیٰ و فی الرکعة الثانیة یقل یا ایھا الکافرون و فی الثانیة یقل هو اللہ احد ولا یسم الا فی اخرهن قال الشوکانی فی نیل الاوطار (ص ۲۹ ج ۳) الحدیث رجالہ ثقافت الاعبد العزیز و هو مقبول و حدیث الباب یدل ایضاً علی مشر و عمیة الایثار بثلاث رکعات متصلة۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ (پ ۳۰) دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اور (تینوں رکعتیں) ایک ہی سلام سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک معتبر روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: لاوتروا بثلاث اوتر و نخس اوسبع لا تشہوا الصلوة المغرب (اخرج الدارقطنی) ورواہ کھم ثقافت و اخرج محمد بن نصر المروزی (فی قیام اللیل ص ۱۲۵) من طریق عداک بن مالک عن ابی حریرة مرفوعاً و موقوفاً لاوتروا بثلاث تشہوا بصلوة المغرب صحیح الحاكم و ابن حبان و العراقی و سکت علیہ الحافظ (فتح الباری ص ۵۳۶) و (شوکانی نیلا الاوطار ص ۲۸۱) و قال الحاكم هذا صحیح علی شرط الشیخین و اخرج یسنا محمد الدین الضیروز آبادی فی سفر السعرة و اشار الی صحیحہ الحافظ ابن القیم فی الاعلام (ص ۲۵۹ ج ۱) یعنی تین وتر نہ پڑھو۔ پانچ یا سات پڑھو، نماز مغرب سے مشابہ نہ کرو۔ یہ حدیث بہ حیثیت مجموعی صحیح ہے، بہت سے محققین اور فحول علماء اس کی صحت کی تائید میں ہیں چونکہ بادی النظر میں پہلی روایات اور اس روایات میں تعارض معلوم ہوتا ہے لہذا محدثین کرام نے اس میں تطبیق دینی چاہی کہ تعارض بالکل نہ رہے۔

فرمان واجب العمل والاذعان پر ایک گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مشابہ نماز مغرب سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسی صورت میں کہ جس سے مشابہ نہ رہے، نہی وارد نہیں ہو سکتی، علامہ ابن حجر کا خیال ہے کہ اگر ورتوں میں درمیان کالتیات (جو آج کل مروج ہے) نہ پڑھا جائے اور صرف ایک ہی تشہد پراکتفا کیا جائے تو پھر نماز مغرب سے مشابہ نہیں رہتی اور یہی دونوں طرف کی روایات کا مطلب ہے، سبیل السلام شرح بلوغ المرام ص ۱۳۵ ج ۱ اول میں ہے۔ وقد جمع یضاً الحافظ (فی فتح الباری ص ۵۳۶ ج ۱) بان النبی عن الثلاث اذا کان یقصد تشہد الاوسط لانه یسبہ المغرب و اما اذا لم یقصد الا فی اخرھا فلا یسبہ المغرب و هو مجمع حسن۔ یعنی جب (تین رکعت وتر) دو تشہد سے پڑھے جائیں اس وقت تین رکعت وتر منع ہیں۔ (اور یہی مطلب حدیث دارقطنی وغیرہ کا ہے) اور جب ایک ہی تشہد سے پڑھے جائیں اس وقت کوئی حرج نہیں۔ (اور یہی روایات ثابتہ کا مطلب ہے)

### مرفوع حدیث :

حافظ صاحب مدوح کی اس تقریر کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی موجود ہے، جس میں تصریح ہے۔ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تین رکعت وتر کی نماز ایک ہی (یعنی آخری) تشہد (التیات) سے ہو کرتی تھی۔ (فتح الباری جلد نمبر ۱ ص ۵۳۶) قال فی سبیل السلام (ص ۱۳۵ ج ۱) وقد ایدہ حدیث عائشہ عند احمد والنسائی والبیہقی و الحاكم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یبکیس الا فی اخرهن و لفظ احمد کا نیوتر بثلاث لا یفصل یمنن و لفظ الحاكم لا یقصد۔ انتہی یضاً و حدیث عائشہ ہذا اور وہ الذرقانی فی شرح المواہب و صاب السبیل فی حاشیہ زاد المعاد (فتاویٰ بزیریہ جلد نمبر ۵۳۶) اور وہ ایضاً الذہبی فی تلخیص المستدرک و سکت علیہ و سکتہ دال علی تصحیح اور تحسینہ و بالجملة ہذا القرائن تبدل علی کون ہذہ الروایة فی النسخ الصحیح للمستدرک واللہ تعالیٰ اعلم۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر صرف ایک ہی تشہد سے پڑھا کرتے تھے اور درمیان تشہد میں نہیں بیٹھتے تھے۔

### ایک قرینہ :

تین رکعت وتر کو ایک ہی وتر سے پڑھنے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ جن سے تین رکعت وتر سے نہی ثابت ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعت کے راوی ہیں۔ جیسے حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم صفحہ ۲۵۳ ج ۱) تو معلوم ہوا کہ انہوں نے انہی تین رکعت وتر سے منع کیا ہے جو نماز مغرب کے مشابہ ہوں (یعنی دو تشہد سے اولکیے جائیں) اس کی تائید حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے اثر سے بھی ہوتی ہے جو محلّی میں ہے۔ عن ابن عباسؓ انہ قال الوتر کصلوة المغرب الا انہ لا یقصد الا فی الثانیة (ص ۳۶ ج ۳)

### سلف کا مسلک :

بہت سارے سلف سے بھی بالتصريح مروی ہے کہ وہ تین رکعت وتر کو ایک ہی تشہد سے ادا کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ حضرت فاروق اعظم بھی ایک ہی تشہد سے تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد صفحہ ۵۳۵ جلد نمبر ۱ میں ہے۔

وقد فعله السلف ايضا فروى محمد بن نصر (قيام الليل ص ۱۲۲) من طريق الحسن ان عمر بن الخطاب كان يخوض في التائيه من الوتر بالتكبير يعني اذ اقام من سجده لركعة الثانية قام مكبرا من غير جلوس للتشهد يعني حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتروں میں دوسری رکعت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سیدھے کھڑے ہو جایا کرتے اور تشہد کے لیے نہیں بیٹھتے تھے۔ حضرت طاؤس، حضرت عطاء الیوب وغیرہ کا بھی یہی عمل تھا۔ قیام اللیل ص ۱۲۳ میں ہے۔ عن طاؤس انه كان يوتر بثلاث لا يتشهد يعني حضرت طاؤس تین وتر پڑھا کرتے تھے اور درمیان کا (التحيات) نہیں بیٹھتے تھے۔

وعن عطاء انه كان يوتر بثلاث ركعات لا يتكلم فيهن ولا يتشهد الا في اخرهن - يعني حضرت عطاء تین رکعت وتر کے درمیان نہ بیٹھتے نہ التحيات پڑھتے تھے۔

وقال حماد كان الوب يصل في رمضان وكان يوتر بثلاث لا يتكلم الا في اخرهن - يعني حضرت عطاء تین رکعت وتر کے درمیان نہ بیٹھتے تھے۔

تجربہ یہ نکلا کہ تین رکعت وتر ایک ہی تشہد سے پڑھتے مسنون ہیں اور تین رکعت وتر دو تشہد سے کسی حدیث رافع، صریح، صحیح یا حسن سے ثابت نہیں۔ باقی رہا اقوال وافعال صحابہ سے استناد و استدلال سوال میں اولاً تو دو تشہد کی صراحت کا ثبوت مشکل ہے کیوں کہ صرف مثلث نماز مغرب سے تو دو تشہد ثابت نہیں ہو سکتے۔ لاحتمال ان يكون الثلثية في العدد او عدم التسليم (اور اس احتمال کی بناء پر کہ ان کے اقوال میں مثلث عدد میں مراد ہو، یا عدم التسليم۔

ثانياً افعال واقوال صحابہ خلاف مرفوع بالاتفاق حجت نہیں ہیں۔ ثالثاً۔ جن صحابہ سے یہ صورت مروی ہے ممکن ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین وتر سے منع کی حدیث نہ پہنچی ہو۔ قال الحافظ فكا نعم لم يبلغهم النص المذكور (فتح الباری جلد نمبر ۱ ص ۵۳۶ طبع انصاری)

## تطبیق کا دوسرا طریقہ :

ہاں اگر دو تشہد سے تین وتر پڑھے جائیں تو دو سلام سے، چنانچہ بعض محدثین نے مذکورہ بالا احادیث میں یوں بھی تطبیق دی ہے۔ امام محمد بن نصر مروزی جو امام احمد کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ان کا عندیہ بھی یہی ہے ان کے نزدیک متصل تین رکعت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچیں۔ قیام اللیل میں ہے۔ لم نجد عن النبي خبراً ثابتاً صريحاً انه اوتر بثلاث موصولاً (نیل الاوطار ج ۳ ص ۳۱) اور اکثر شواہع نیاسی کو ترجیح دی ہے۔ شرح مہذب میں امام نووی فرماتے ہیں واذا اراد اليتان بثلاث ركعات فضي الا فضل او ج الصبح ان الا فضل ان يصلحاً مفضولاً بسلامين الكثرة الاحاديث الصحيحة في رواية ذهاب الامام احمد يعني جب تین ہی رکعت وتر کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ دو سلام ہوں اس لیے کہ زیادہ حدیثیں اسی طرح کی ہیں۔ اس کی دلیل میں یہ دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ عن ابن عمر قال كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يفتل بين الوتر والشيخ يسلمية ويسمناها رواه احمد وابن حبان وقواه احمد (تفہيم الجبر ص ۱۱۷) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور اس کے قبل کی دو رکعتوں کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کر لیا کرتے تھے۔

عن عائشة قالت كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يصل في الحجرة واما في البيت فيفضل عن الشيخ والوتر يسلم بسمناها اخر جرح احمد وفيه انقطاع لكن يخفى للتائيد۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں وہ سلام اپنے کمرے میں سنتی تھیں۔

## فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 189 - 192

محدث فتویٰ